نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

اہل شام پر قیامت کے لمحے اور عالم اسلام کی بے حسی

گزشتہ سال عالم عرب کے ریگزاروں میں پنپنے والا اسلامی انقلاب سرزمین شام سے ان دنوں اپنے منطقی انجام کی طرف گامزن ہے۔ گو کہ شامی فاشسٹ درندہ صفت حکمرانوں نے اس عوامی اسلامی انقلاب اور مزاحمت کے دوران ریاستی طاقت اور جبر وطاغوتیت کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ لیبیا' مصر اور یمن تینوں ممالک میں تحریکات کے دوران عوام کے خلاف اتنا تشدد نہیں کیا گیا جتنا کہ اہل شام پر ڈھایا گیا۔ سرزمین شام جو کہ ایک روایت کے مطابق قیامت کے دن سرزمین محشر ہوگی۔ آج ظالم بشارالاسد کے ہاتھوں دنیا دیکھ رہی ہے کہ سرزمین شام پر قیامت سے پہلے قیامت بپا کردی گئی ہے اور محشر کی سی ہولناکیاں اور شورِ قیامت کے فتنے ہر سُو پھیل گئے ہیں۔

بدقسمت اہل شام اور اس کے مظلوم ایمانی حرارت سے لبریز نوے فیصد سُنّی رعایا گزشتہ چالیس برس سے ظلم و جبر اور بدترین کمیونسٹ نظریات رکھنے والی اقلیت شیعہ علوی خاندان کے زیر تسلط سسک سسک کر غلامی کی زندگی بسر کررہی ہے۔ منحوس کمیونزم نظام کے باعث اور بدبخت اسد خاندان کی قوم دشمن پالیسیوں نے اہل شام کی تمام تر انسانی حقوق' آزادی اظہار رائے اور ترقی وخوشحالی کو برسہا برس سے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ پہلے بشارالاسد کا باپ حافظ الاسد تیس سال تک قصرِ صدارت پر قبضہ جمائے ہوئے شامیوں کا خون چوستا رہا اور مخالفین سُنیوں پر (جو کہ نوے فیصد سے زائد ہیں) طرح طرح کے ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑتا رہا۔ اس بدبخت انسان نے صرف 1982ء میں حماۃ شہر میں علماء اور نہتے شہریوں پر ٹینکوں کی مدد سے چالیس ہزار کے لگ بھگ افراد کو بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور پورے شہر کو بمباری کے ذریعے پیوندِ خاک کردیا اور ہزاروں سیاسی مخالفین' علماء' دانشور' صحافیوں کو پوری دنیا میں فلسطینیوں کی طرح اپنے وطن سے ہمیشہ کے لئے جلاوطن کردیا۔ اس کے جہنم رسید ہونے کے بعد شامیوں کو یہ خام خیالی اور توقع تھی کہ اس کا بیٹا بزعم خود باپ سے مختلف ہوگا؟ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ کے مصداق بشارالاسد کے گیارہ سالہ آمرانہ اقتدار کے دوران بھی شامی عوام سکھ چین کا ایک لمحہ بھی نہ گزار سکے اور وہی باپ والی آمرانہ طرزِ حکمرانی' شامیوں کے مقدر میں پیوند لگاتی رہی۔ پھر جب گزشتہ سال عرب ممالک میں تبدیلی کی ہوائیں انقلابیوں کے خون سے مزین نخلستانوں' لازوال شہادتوں اور بھرپور عوامی جدوجہد کے نتیجے میں اُٹھ کر جیسے ہی سرزمینِ شام کے درو دیوار سے ٹکرائیں تو سب سے پہلے اسلام کے عظیم جرنیل بہادر انقلابی رہنما حضرت خالد بن ولیدؓ (سیف اللہ) کے جائے مدفن شہر حمص نے ہی اسے مرحبا کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارے شام میں بشارالاسد کی آمریت کے خلاف عوامی مزاحمت گزشتہ پندرہ مہینوں سے استقامت کے ساتھ زور وشور سے جاری ہے۔ ؎ غلام بھاگتے پھرتے ہیں مشعلیں لے کر محل پہ ٹوٹنے والا ہو آسمان جیسے

شامی بڑی بہادری کے ساتھ اپنے خون جگر سے ظالم حکمرانوں کے خلاف جہاد اور مزاحمت کے ایسے عناوین قائم کررہے

ہیں کہ جس کے سامنے شام کی ماضی کی بہادری کی داستانیں بھی ماند پڑ منے والی ہیں۔ بشارالاسد کی آرمی کے ہزاروں فوجی اب انقلابیوں کی کونسل کے ہمراہ شانہ بشانہ جہاد کیلئے اِن سے آملے ہیں کیونکہ منحرف پولیس اور فوجی ظلم و بربریت میں بشارالاسد کا مزید ساتھ دینے سے اُکتا چکے ہیں کیونکہ وحشی بشارالاسد اپنے ہی عوام پر اپنے باپ کی طرح ٹینکوں اور جہازوں کے ذریعے اندھا دھند بمباری کر رہا ہے اور سب سے وحشت ناک پہلو بشارالاسد کا یہ سامنے آیا ہے کہ وہ اکثریتی عوام کی نسل کشی پر اُتر آیا ہے۔اس تمام عرصے میں کم عمر بچوں کو بیدردی کے ساتھ سرکاری فوجیں قتل کر رہی ہیں اور چھوٹی چھوٹی بچیوں اور خواتین کے ساتھ اجتماعی آبروریزی کی جارہی ہے۔سینکڑوں نہتے لوگوں کو اجتماعی طور پر اکٹھا کرنے کے بعد ذبح اور زندہ جلایا جارہا ہے اور اب تک بیس ہزار کے لگ بھگ شہریوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ ظلم تو عیسائیوں اور چنگیزیوں نے بھی اہل شام پر نہیں کیا تھا جو کہ یہ حکمران صرف سیاسی مخالفت کی بنا پر برت رہے ہیں۔افسوس صد افسوس کہ اس ظلم و بربریت پر اڑوس پڑوس کی شیعہ حکومتیں کھل کر بشارالاسد کی حکومت کا ساتھ دے رہی ہیں اور اپنی افواج کو مختلف بھیسوں میں بشارالاسد کی حکومت کی مدد کیلئے شام بھجوا رہی ہیں اور دوسری جانب پورا عالم اسلام خاموش تماشائی بنا اس ظلم و بربریت کے مظاہرے دیکھ رہا ہے۔ ماسوائے سعودی عرب اور قطر وغیرہ کے جو اہل شام پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف ہر فورم پر بول رہے ہیں' باقی تمام مسلم ممالک گونگے شیطان کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ امریکہ' اقوام متحدہ اور او آئی سی وغیرہ رسمی شور کر رہے ہیں' شاید اس لئے کہ شام میں لیبیا اور عراق کی طرح پیٹرول کے ذخائر نہیں۔ایران جو کہ اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہونے کا دعویدار ہے اِسے تو ثالثی اور حکمت و تدبر کا کردار ادا کرنا چاہیے تھا۔یا کم سے کم اس تنازع سے غیر جانبدار رہنا چاہیے تھا کیونکہ یہ شامیوں کا آپس کا معاملہ تھا۔بہرحال سچ کہا ہے کسی نے کہ سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔ہم اس موقع پر یہ بھی ضرور کہیں گے کہ بحرین میں بھی اہل تشیع جو کہ وہاں پر اکثریت میں ہیں انہیں بھی وہاں کے شاہی خاندان اور حکمرانوں کو دیوار کے ساتھ نہیں لگانا چاہیے تھا اور ان کے تمام قانونی اور شہری حقوق کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔بہرحال عالم اسلام کی باہمی نفاق' افراتفری' تفرقے' تنگ نظری اور مسلکی سیاست والی پالیسیوں پر بجز ماتم کے اور کیا کیا جا سکتا ہے

ے فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

بشارالاسد حکومت کو لیبیا' مصر اور یمن کے حکمرانوں کے انجام سے سبق لینا چاہیے کیونکہ عوامی جدوجہد کے سمندر میں جب طغیانی ایک بار پیدا ہو جائے تو اس کے سامنے بڑے بڑے دیوہیکل جہاز نما قصرِ صدارت اور اس کے بونے حکمران کہاں ٹِک سکتے ہیں۔ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب دمشق کے مقدس فضاؤں میں آمریت کی زہریلی ہوائیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گی اور وہاں کے معصوم اور بہادر عرب مسلمان جمہوری طریقوں سے ایک خالص جدید اسلامی حکومت دیگر ہمسایہ ممالک کی طرح قائم و دائم کر لیں گے۔

ے شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے